نماز جنازہ میں قرآت فاتحہ

دلائل شرعیہ کی روشنی میں

از

مفتی محمد راشد اعظمی
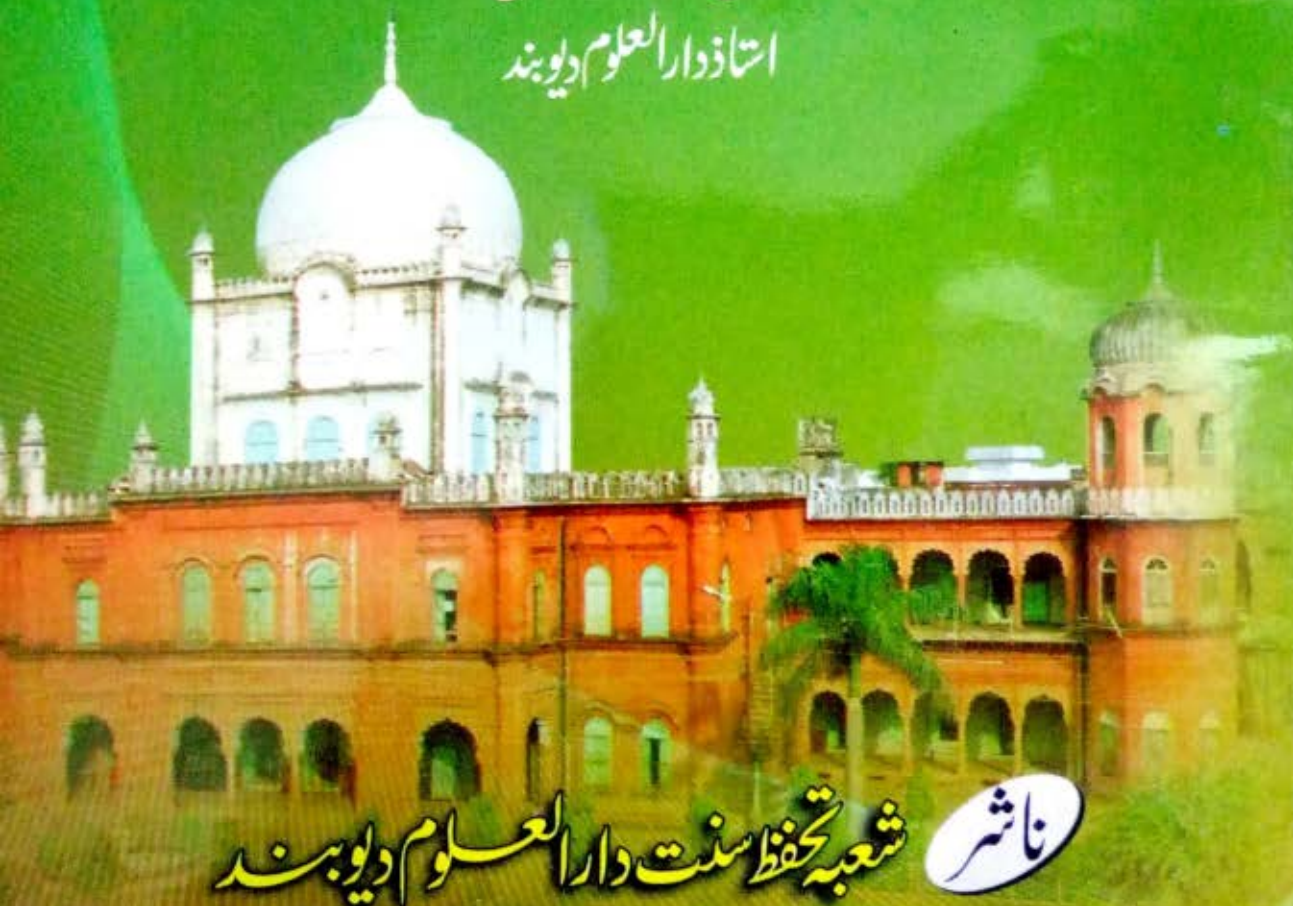
استاذ دار العلوم دیوبند

ناشر

شعبہ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند

نمازِ جنازہ میں قرأت فاتحہ
دلائل شرعیہ کی روشنی میں

مفتی محمد راشد اعظمی
استاذ دار العلوم دیوبند

شائع کردہ
شعبۂ تحفظ سنت دار العلوم دیوبند

پیش لفظ

حضرت اقدس مولانا مفتی **ابوالقاسم نعمانی** صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم۔

غیر مقلدین کے نو ایجاد مسائل میں نمازِ جنازہ میں قرأت فاتحہ کا وجوب اور نہ پڑھنے والوں کی نماز کا باطل اور فاسد ہو جانا ہے۔

ان دِنوں ان کے مبلغین اس مسئلہ کی بڑے زور وشور سے تبلیغ کر کے امت میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں بیان کیا جائے۔

زیر نظر رسالہ میں مفتی محمد راشد صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے دونوں طرف کے دلائل کا منصفانہ جائزہ لے کر مسئلہ کی صحیح صورتِ حال واضح کی ہے۔

میں نے اس رسالہ پر نظر ڈالی ہے۔ بحمداللہ جامع اور مدلل ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مقبول اور امت کے لیے مفید بنائے۔ آمین!

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

۱۲ر۲ر۱۴۳۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قرأت

احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں

نمازِ جنازہ کی اسلام میں بہت اہمیت ہے۔ مسلمان اس نماز میں اجتماعی طور پر مرنے والے کی مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز پر بہت اجر کی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

من اتبع جنازة مسلم ایماناً و احتساباً وکان معه حتیٰ یصلی علیها ویفرغ من دفنها فانه' یرجع من الأجر بقیراطین کل قیراط مثل أحد ومن صلی علیها ثم رجع قبل ان تدفن فإنه یرجع بقیراط۔ متفق علیه (مشکوٰۃ شریف، ج۱ ص ۱۴۴)

''جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے چلتا ہے اور اس پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے تک ساتھ رہتا ہے۔ وہ دو قیراط ثواب حاصل کرتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے اور جو شخص نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آتا ہے تو اسے ایک ہی قیراط ثواب ملتا ہے۔''

بڑے رنج کی بات ہے کہ ایک طبقہ اس نماز کے سلسلہ میں بھی مسلمانوں کا ذہن منتشر کر رہا ہے اور بلا کسی دلیل شرعی کے یہ کہتا ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا نمازِ جنازہ میں واجب ہے اور جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

فتاویٰ علماء حدیث ج ۵، ص ۱۸۵ میں یہ فتویٰ درج ہے کہ: ''اگر امام یا مقتدی نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہوگی۔''

(بحوالہ حدیث اور اہلِ حدیث، ص ۸۷۵)

ادھر کچھ دِنوں سے اس طبقہ کے بعض مبلغین نے جگہ جگہ یہ غلط مسئلہ بیان کر کے امت میں انتشار پیدا کرنے کا ایک بالکل نیا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جبکہ اس مسئلہ میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین اور تابعین عظام میں بھی اختلاف رہا ہے، لیکن کسی نے بھی نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز کو باطل قرار نہیں دیا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی ایک جماعت سورۂ فاتحہ پڑھتی رہی اور دوسری جماعت نہیں پڑھتی تھی، لیکن کبھی کسی نے دوسرے کی نماز باطل ہونے کا حکم نہیں لگایا، اس لیے اس طبقہ کی یہ جسارت اور سنت صحیحہ کی مخالفت باعثِ حیرت ہے جبکہ کسی ایک صحیح اور مرفوع حدیث سے جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح خلفائے راشدین کا نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ ائمہ اربعہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے لیکن اگر کوئی دعا کی نیت سے پڑھ لے تو مکروہ بھی نہیں۔ دونوں صورتوں میں نماز بلا کراہیت درست ہوتی ہے جیسا کہ تجرید قدوری میں ہے:

مذهب الحنفية ان القراءة فى الصلوٰة على الجنازة لاتجب ولاتكره۔ ذكره القدورى فى التجريد۔

(بغیۃ الالمعی علی الزیلعی، حاشیہ نصب الرایہ، ج ۲، ص ۲۷۱)

امام شافعی اور امام مالک رحمہا اللہ کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھی جائے
گی لیکن ابن حجرؒ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک بھی
مشروع تو ہے لیکن واجب نہیں اور علامہ کرمانیؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ واجب
ہے۔ (مزید ملاحظہ ہو حاشیہ مشکوۃ ص ۱۴۵، ج ۱)

بہر حال یہ تحقیق کہ سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے والوں کی نمازِ جنازہ ہی نہیں ہوتی
ہے، بالکل نئی بات ہے۔ قرونِ ثلاثہ اور ائمہ مجتہدین میں اس کا کوئی وجود
نہیں تھا۔ جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أحدث فی امرنا ھٰذا
مالیس منہ فھو رد۔ متفق علیہ (مشکوۃ شریف، ج ۱، ص ۲۷)

ترجمہ: جو ہمارے اس دین میں نئی بات پیدا کرے گا تو وہ مردود ہوگی۔

اس ارشادِ پاک کا تقاضہ ہے کہ ان حضرات کی ایجاد کردہ اس بدعتِ
قبیحہ کی تردید کی جائے اور صحیح مسئلہ بیان کر کے امت کو انتشار اور شکوک و
شبہات اور بدعات سے بچایا جائے، اس لیے سب سے پہلے ہم وہ مرفوع
احادیث پیش کرتے ہیں جن سے جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سورۂ
فاتحہ نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کا حکم دینا ثابت ہوتا ہے۔

پہلی روایت

حدثنا احمد بن حنبل ن عبداللہ بن یزید ن حیوۃ اخبرنی
ابو ھانی حمید بن ھانی ان اباعلی عمرو بن مالک حدثہ انہ سمع
فضالہ بن عبید صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سمع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً یدعو فی صلاتہ لم یمجد اللہ و

لم یصل علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عجل هٰذا ثم دعاه فقال له او لغیره اذا صلّٰی احدکم فلیبدأ بتمجید ربهٖ والثناء علیه ثم یصلّی علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ثم یدعو بعد بماشاء۔

(ابوداؤد: ج۱ص ۲۰۸، ترمذی: ج۲،ص ۱۸۵-۱۸۶، نسائی شریف: ج۱،ص ۱۴۴، واللفظ لابی داؤد)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا مانگتے ہوئے سنا، جس نے نہ اللہ کی بڑائی بیان کی اور نہ ہی درود پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے جلدی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سب سے پہلے اللہ کی پاکی اور ثناء بیان کرے، پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

علامہ زیلعیؒ اس روایت کو مذکورہ کتابوں سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قال الترمذی حدیث حسن صحیح و رواه ابن حبان فی صحیحهٖ والحاکم فی المستدرک و قال صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجه إنتهی۔ (نصب الرأیۃ: ج۲،ص ۲۷۲)

علامہ ذہبیؒ نے مستدرک کی روایت کی موافقت کی ہے۔(ج۱،ص۱۰۴، رقم ۹۸۹)

احناف کے یہاں نمازِ جنازہ میں اسی ترتیب پر عمل ہے، اور نمازِ جنازہ اصل میں دعا ہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إذا صلیتم علی المیت فأخلصوله الدعاء۔

(ابوداود: ج۲،ص ۴۵۶، ابن ماجہ،ص ۱۰۷)

دوسری روایت

حدثنا عبداللّٰہ بن سعید حدثنا حفص بن غیاث عن حجاج عن أبی الزبیر عن جابر قال: ما أباح لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا أبوبکر ولا عمر فی شیئ ما أباحوا فی الصلوٰۃ علی المیت یعنی لم یوقت۔ (ابن ماجہ، ص ۱۰۸)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جتنی رخصت نمازِ جنازہ میں دی، کسی بھی نماز میں نہیں دی یعنی کوئی چیز متعین نہیں فرمائی۔

تیسری روایت

عن ابی مسعودؓ أنہ سئل عن صلوٰۃ الجنازۃ ھل یقرأ فیھا فقال لم یوقِّتْ لنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قولاً ولا قرأۃً، وفی روایۃ دعاءً ولا قرأۃ کبِّر مَاکَبر الامام و اَخْتِرْ مِنْ أطیب الکلام ماشِئت۔

(مغنی لابن قدامہ ج ۲، ص ۴۸۵، بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۳۱۳)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ان سے نمازِ جنازہ میں قرأت کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے کوئی خاص کلام اور قرأت مقرر نہیں فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی خاص دعا اور قرأت مقرر نہیں فرمائی۔ جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جو اچھے سے اچھا کلام چاہو اختیار کرو۔

یہی حدیث درج ذیل سند کے ساتھ امام طبرانیؒ نے "المعجم الکبیر" میں نقل کیا ہے:

عن الشعبی عن مسروق عن عبداللّٰہ قال لم یوقت لنا فی

الصلوٰۃ علی المیّت قراءۃٌ ولا قولٌ کَبِّر ما کبر الامام و اکثر من طیّب القول۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج۵، ص۲۶۹)

ان مرفوع روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ کے لیے کوئی بھی قرأت یا دعا متعین نہیں فرمائی۔

خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام کا قول و عمل

خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول و عمل بھی دین میں حجت ہے اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو تو اہلِ اسلام کا کوئی طبقہ اس کی حجیت کا انکار نہیں کر سکتا۔

اس لیے اس موقع پر ان حضرات وصحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موقف بھی بیان کیا جا رہا ہے۔

اوپر ذکر کردہ مرفوع روایتوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے نمازِ جنازہ میں کوئی قرأت اور دعا متعین نہیں فرمائی۔

مزید یہ چند روایات پیش کی جاتی ہیں:

پہلی روایت

حدثنا حفص بن غیاث عن حجاج عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده عن ثلاثین من أصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنهم لم یقوموا علی شیئ فی أمر الصلوٰة فی الجنازة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج۲، ص۴۸۹)

ترجمہ: تیس صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نمازِ جنازہ کے مسئلہ میں

کسی خاص چیز پر عمل فرما نہیں تھے۔

دوسری روایت

حدثنا محمد بن فضيل عن العلاء بن المسيب عن أبيه عن علي: أنه كان إذا صلى على ميت يبدأ فيحمد الله ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يقول: أللهم إغفر الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ۔ ج ۲، ص ۴۹۰)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کسی کی نمازِ جنازہ پڑھاتے تو سب سے پہلے اللہ کی حمد کرتے، پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھتے، پھر دعا پڑھتے تھے۔

تیسری روایت

حدثنا عبدة بن سليمان عن يحيىٰ بن سعيد عن سعيد ابن ابی سعيد المقبُری: أن رجلاً سأل أبا هريرة فقال: كيف تصلي على الجنازة؟ فقال أبو هريرة: أنا لعمر الله اخبرك أكبر ثم أصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ثم أقول اللهم۔ الخ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲، ص ۴۹۰)

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نمازِ جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: بخدا میں تمھیں بتلاتا ہوں۔ پہلے تو تکبیر کہتا ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں، پھر دعا پڑھتا ہوں۔

چوتھی روایت

حدثنا أبوبکر قال حدثنا اسماعیل بن عُلیّة عن أیوب عن نافع: أن ابن عمر کان لایقرأفی الصلوٰة علی المیّت۔

(مؤطاامام مالک، ص۷۹، مصنف بن ابی شیبہ، ج۲، ص۴۹۲)

ترجمہ: نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ تو نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اس کے وجوب کے قائل تھے۔

دوسرے فریق کے دلائل اور ان کا جائزہ

اب ہم دوسرے فریق کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

سب سے پہلے ہم دوسرے فریق کی پیش کردہ مرفوع روایات پر نظر ڈالتے ہیں۔

پہلی روایت

عن أم حنیف قالت أمرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم أن نقرأ بفاتحة الکتاب۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر و فیه عبدالمنعم ابوسعید وھو ضعیف۔ (مجمع الزوائد، ج۳، ص۳۳)

ترجمہ: ام حنیفؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا لیکن اس حدیث کے ایک راوی عبدالمنعم

ہیں جو ضعیف ہیں۔ (ملاحظہ ہو مجمع الزوائد، ص ۳۳، ج ۳، لسان المیزان، ج ۴، ص ۸۸-۸۷، تقریب التہذیب، ج ۱، ص ۶۳۰)

دوسری روایت

عن أم شريك الانصاريه قالت: امرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ان نقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب۔ (رواه ابن ماجه ص ۱۰۷۔ وفى إسناده ضعف يسير قاله الحافظ فى التلخيص، ج ۲، ص ۲۷۹)

ترجمہ: جب تم نمازِ جنازہ پڑھو تو سورۂ فاتحہ پڑھو۔

تیسری روایت

عن أسماء بنت يزيد قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا صليتم على الجنازة فاقرؤا بفاتحة الكتاب۔ رواه الطبرانى فى الكبير۔ وفيه معلى بن حمران لم أجد من ذكره۔

(مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۳۲)

ترجمہ: جب تم نمازِ جنازہ پڑھو تو سورۂ فاتحہ پڑھو۔

چوتھی روایت

عن ابن عباس أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب۔ (رواه الترمذى ص ۱۹۹، ابن ماجه ص ۱۰۷) فيه إبراهيم بن عثمان وهو ضعيف جداً۔ (لسان المیزان، ج ۱، ص ۷۴)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی۔

پانچویں روایت

عن جابر أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کبر علی میت أربعاً قرأ بأم القرآن بعد الکتبیر الأولیٰ۔ (رواہ الشافعی فی کتاب الأم، ج ۱، ص ۲۳۹) ومن طریقه الحاکم فی المستدرک ص ۳۵۸ عن إبراهیم بن أبی یحییٰ و هو متروک۔ (تهذیب التهذیب، ج ۱، ص ۲۰۲، لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۲۶) وعن عبداللّٰہ ابن محمد بن عقیل وفیه کلام وقد تغیر فی آخرہ۔ (تهذیب التهذیب، ج ۲، ص ۱۶، تقریب التهذیب، ج ۱، ص ۲۴۲)

چھٹی روایت

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قرأ علی الجنازة اربع مرّات، الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، وفیه ناهض بن القاسم وقال فیه فی مجمع الزوائد لم أجد من ترجمه۔ ج ۳، ص ۳۳)

یہ جملہ مرفوع روایات ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی ضعف سے خالی نہیں ہے اسی وجہ سے علامہ ابن قیم اور دوسرے محققین کا فیصلہ ہے کہ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا کسی بھی مرفوع روایت سے ثابت نہیں ہے۔ (زاد المعاد، ج ۱، ص ۵۰۵ ولمعات بحوالہ حاشیہ مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۱۴۵)

اس لیے ان روایات سے یہ فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے والوں کی نمازِ جنازہ باطل ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں انصاف کی بات یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا نمازِ جنازہ میں اگرچہ واجب تو نہیں لیکن اس کے پڑھنے کے جواز اور اجازت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بھی ثابت ہے، جو صرف جوازِ بیان کرنے کے لیے بطورِ ثناء اور بطورِ دعاء کے پڑھی گئی۔

مسئلہ کی صحیح صورتِ حال واضح کرنے کے لیے صحابۂ کرام میں سے بعض حضرات کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی روایات بھی ذکر کی جارہی ہیں۔

پہلی روایت

حدثنا عبّاد بن العوّام عن عمر بن عامر عن أبی رجاء عن أبی العُزیان الحذّاء قال صلیت خلف الحسن بن علی رضی اللہ عنہ علی جنازة فلما فرغ أخذ بیدہٖ فقلت کیف صنعت؟ قال قرأت علیہا بفاتحة۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: ابوالعریان الحذاء کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا آپ نے کیا پڑھا؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے سورۂ فاتحہ پڑھی۔

دوسری روایت

حدثنا وکیع عن ھشام الدستوائی عن قتادہ عن رجل من ھمدان أن عبداللہ بن مسعود قرأ علی جنازة بفاتحة الکتاب۔

(مصنف ابن أبی شیبہ، ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑھی۔

تیسری روایت

حدثنا عبد الأعلى عن محمد بن إسحٰق عن محمد بن إبراهيم عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف عن عبيد بن السباق: انه حدثه': أنه رأىٰ سهل بن حنيف صلى على ميّت فقرأ في أول تكبيرة بأم القرآن۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: سہل بن حنیفؓ نے نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی۔

چوتھی روایت

حدثنا أبو خالد الأحمر عن ابن عجلان عن سعيد: أنّ إبن عباس قرأ على الجنازة وجهر و قال: إنما فعلته لتعلموا أن فيها قرأة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی اور جہر کیا اور فرمایا: میں نے ایسا اس لیے کیا تا کہ تم جان لو کہ نمازِ جنازہ میں قرأت ہے۔

پانچویں روایت

حدثنا وكيع عن سفيان عن زيد بن طلحة عن ابن عباس أنه قرأ عليها بفاتحة الكتاب۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی۔

چھٹی روایت

عن عبدالرزّاق عن ابن جريح قال: حُدثتُ عن أبي

هريرة رضي الله عنه و أبى الدرداء و انس بن مالك و ابن عباس أنهم كانت يقرؤن بأم القرآن۔ (مصنف عبدالرزاق، ج ۳، ص ۴۹۲)

ساتویں روایت

عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف بن عباس على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب و قال لتعلموا أنها سنة۔

(رواہ البخاری ج ۱، ص ۱۷۸، ابوداؤد ج ۲، ص ۴۵۶، والترمذی ص ۱۹۹، والنسائی، ص ۲۱۸)

ترجمہ: ابن عباس نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور کہا کہ یہ سنت ہے۔

بخاری وغیرہ میں آنے کی وجہ سے بعض حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اثر بڑے زور وشور کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ اس اثر سے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتی۔ زیادہ سے زیادہ جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ کو سنت فرمایا، لیکن یہ صراحت نہیں کی کہ کس کی سنت ہے۔ اس میں اس کا احتمال موجود ہے کہ جو خود ان کی رائے یا بعض دوسرے صحابہؓ کی رائے ہو اور صحابۂ کرامؓ کی رائے اور اجتہاد کو بھی سنت کہا جاتا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

قال علی رضی الله عنه: جلد النبی صلی الله عليه وسلم اربعين و ابوبكر رضي الله عنه اربعين وعمر رضي الله عنه ثمانين وكلٌّ سنةٌ۔ (مسلم ج ۲، ص ۷۲)

اور یہ بات بھی اس سلسلہ میں بہت اہم ہے کہ صحیح سند سے خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے سورۂ فاتحہ کے علاوہ دوسری سورۃ کا بھی نمازِ جنازہ میں پڑھنا ثابت ہے۔

قال الحافظ فی التلخیص ج ۲، ص ۷۹۔ رواہ ابویعلی فی مسندہ وزاد

سورۃ قال النووی إسنادہ صحیح (رواہ البیھقی فی السنن ج ۲، ص ۳۸) وقال رواہ ابراھیم بن حمزہ عن إبراھیم بن سعد قال فی آخر الحدیث: قرأ بفاتحۃ الکتاب و سورۃ و ذکر السورۃ فیہ غیر محفوظ الخ۔ وقال ابن الترکمانی فی الجوھر (ج ۲، ص ۳۸) بل ھو محفوظ۔ (رواہ النسائی عن الہیثم بن أیوب عن إبراھیم بن سعد)

حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر ص ۱۶۰ پر لکھا ہے کہ اس حدیث کو ابویعلی نے اپنی سند میں بیان کیا ہے اور اس میں ''وسورۃ'' کا لفظ زیادہ روایت کیا ہے۔ نوویؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، اس کو بیہقی نے سننِ کبریٰ میں ج ۲، ص ۳۸ پر روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو ابراہیم بن حمزہؒ نے ابراہیم بن سعدؒ سے روایت کیا ہے اور حدیث کے آخر میں کہا ہے کہ: ''سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھی اور سورۃ کا ذکر محفوظ نہیں۔'' ابن الترکمانی نے 'الجوہر النقی' (ج ۲، ص ۳۸) میں کہا ہے کہ سورۃ کا ذکر محفوظ ہے۔ اس کو نسائی نے ہیثم بن ایوب عن ابراہیم بن سعد کی سند سے نقل کیا ہے۔ (نسائی ج ۱، ص ۲۱۸)

اس صورت میں سورۂ فاتحہ کو واجب اور اسے نہ پڑھنے کی صورت میں نماز کو باطل کہنا اور دوسری سورۃ کو نہ تو واجب ماننا اور نہ ہی اسے کوئی حیثیت دینا کہاں کا انصاف ہے۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

تمت بالخیر